۱۲ رجب المرجّب ۱۴۴۷ھ / 02 جنوری 2026ء

سیرتِ حیدرِ کرار کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

اور

سالِ نو کا سُدھار

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ھَدَیۡتَنَا وَھَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَھَّابُ۔ [اٰلِ عمرٰن 8:3]

زندگی ربِّ ذوالجلال جلّ مجدہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے اور باقی نعمتوں کی بنیاد ہے.. مگر ہر ایک کے حق میں زندگی نعمت نہیں ہوتی، بعض لوگوں کے لیے موت زندگی سے بہتر ہوتی ہے۔

زندہ رہنا کس کے حق میں بہتر ہے اور کس کے لیے زحمت ہے؟ اِس کی حقیقت تو خالقِ کائنات ہی جانتا ہے، تاہم ظاہری علامات کے تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر بندے کے شب و روز اپنے مالکِ کریم کی اِطاعت اور رسولِ رحمت ﷺ کی فرماں برداری میں گزر رہے ہوں تو اُس کے لیے زندگی بہتر ہے.... لیکن اگر خدانخواستہ وقت کے ساتھ ساتھ گناہوں کے بوجھ میں اضافہ ہو رہا ہو تو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ زندگی بہتری کا ذریعہ بن رہی ہے یا تباہی کا!

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: بہترین انسان کون ہے؟ فرمایا: مَنۡ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ۔ "جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔" اُس نے پوچھا: بدترین انسان کون ہے؟ فرمایا: مَنۡ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَاءَ عَمَلُہٗ۔ "جس کی عمر لمبی ہو اور عمل برے ہوں۔" (جامع ترمذی، حدیث:2330)

آج ہماری زندگی میں ایک نئے شمسی سال 2026ء کا دوسرا دن ہے۔ بلاشبہ ربِّ کریم کا احسان ہے کہ اُس نے موت سے پہلے ہمیں مزید کچھ وقت عطا فرمایا ہے، یہ خوشی اور مَسرّت کی بات ہے... مگر ذکر کردہ حدیثِ پاک کی روشنی میں ہمیں اِس پہلو پر بھی غور کرنا چاہیے کہ ہماری زندگی کن کاموں میں گزر رہی ہے! اور بہتری کے لیے ہمیں کیا کچھ کرنا چاہیے!

اِس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ زندگی گزارنے کا سلیقہ سیکھنا ہو تو بندہ سرورِ عالَم ﷺ کے صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے راشدین علیہم الرضوان سے سیکھے۔ بلاشبہ صحابہ ہدایت کے ستارے ہیں اور خلفائے راشدین کی شان کے تو کیا ہی کہنے!

آج رجب المرجّب کی 12 تاریخ ہے اور ایک قول کے مطابق مولَی المسلمین، حیدرِ کرّار، شیرِ خدا سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کا یومِ ولادت 13 رجب المرجّب ہے۔ بلاشبہ آپ کی مبارک زندگی تمام اُمّت کے لیے مَشعلِ راہ ہے۔

دُنیا بھر میں سالِ نَو کے آغاز پر نئے عزم اور تازہ ولولے کا اظہار کیا جاتا ہے، اِسے نئے سال کا عہد / New Year Resolution کہا جاتا ہے۔ اگر ہم نئے سال کا عہد سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سیرت سے روشنی حاصل کرتے ہوئے طے کریں تو یقیناً یہ ہماری زندگی میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ ہوگا۔

چنانچہ آج کا خطبہ "سیرتِ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ اور سالِ نَو کا سُدھار" کے عنوان سے ہوگا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

سالِ نَو کی آمد پر اعمالِ بد سے توبہ

ہر شعبہ اور اِدارہ نئے سال کی آمد پر گزشتہ سال کے معاملات کا حساب کتاب کرتا ہے؛ تاکہ جو کوتاہیاں رہ گئیں اُن کا اِزالہ کیا جاسکے اور ترقّی کے سفر میں حائل رکاوٹیں دُور ہوں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ سالِ نَو کی آمد پر گزشتہ سال کے اعمال کا جائزہ لیں.. جو نیکیاں کیں اُن پر ربِّ کریم کا شکر ادا کریں اور جو گناہ سرزد ہوئے اُن سے شرعی طریقے پر سچی توبہ کریں۔

حیدرِ کرّار کا استغفار: ہم اکابر کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو محسوس ہوگا کہ وہ گناہوں سے جتنا زیادہ دُور تھے بطورِ عاجزی اُتنا ہی زیادہ استغفار کرتے تھے اور ہم گناہوں کی دَلدل میں جس قدر پھنسے ہوئے ہیں اُتنا ہی توبہ سے بھی غافل ہیں۔

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مَیں بارگاہِ مرتضوی میں حاضر تھا، سیدنا علیِ مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے پاس سواری لائی گئی، آپ نے رِکاب (سوار ہونے کے لیے پیر رکھنے کی جگہ) میں پاؤں رکھنا چاہا تو بسم اللہ پڑھی.... جب اُس کی پیٹھ پر سیدھے بیٹھ گئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا.. پھر کہا: سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ o وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ o [الزخرف 43:13، 14]

(وہ ربّ ہر عیب سے پاک ہے جس نے اِس سواری کو ہمارے تابع بنادیا، حالانکہ ہم اِسے تابع بنانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم ضرور پلٹ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے).. پھر تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور تین بار اَللّٰہُ أَکْبَر کہا.. پھر یہ کلمات زبان پر لائے: سُبْحَانَكَ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ! (اِلٰہی! تُو پاک ہے، بلاشبہ مَیں نے اپنی جان پر ظلم کیا، تُو میری مغفرت فرما! یقیناً تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں)... پھر آپ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ ہنسنے لگے۔

عرض کی گئی: اے امیر المؤمنین! ہنسنے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک بار جانِ عالَم ﷺ نے سواری پر چڑھتے ہوئے ایسا ہی کیا تھا، بعد ازاں آپ ﷺ کے مبارک ہونٹوں پر تبسُّم آیا تھا۔ مَیں نے پوچھا تھا: حضور! آپ کے تبسُّم کا سبب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ رَبَّكَ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا قَالَ: اِغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي! يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ۔ یعنی "جب بندہ کہتا ہے: میرے ربّ! میرے گناہ بخش دے! تو بلاشبہ تمہارا ربّ اپنے بندے سے بہت خوش ہوتا ہے، (فرماتا ہے:) بندے کو معلوم ہے کہ میرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔" (سرورِ عالَم ﷺ نے ربِّ کریم کی رِضا و شانِ ضحک پر تبسُّم فرمایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ادا کو پورا کرنے کے لیے ہنسے)

(سننِ ابوداؤد، حدیث: 2602۔ جامع ترمذی، حدیث: 3446، قال الترمذی: حسن صحیح)

رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں، بلکہ معصوموں کے سردار ہیں اور حیدرِ کرّار کرّم اللہ وجہہٗ محفوظ ہیں، بلکہ محفوظانِ گرامی کے پیشوا ہیں، اُن کا اِس کثرت سے استغفار کرنا ہماری تربیت کے لیے تھا، مگر ہم پھر بھی توبہ و استغفار سے غافل ہیں۔

سالِ نَو کی آمد پر نہایت اہم کام ہے کہ ہم گزشتہ سال کے اپنے اعمال کا محاسبہ کریں اور سچی توبہ کرکے خود کو سنواریں۔

سالِ نَو کی آمد پر ترقّیِ ایمان کی دُعا اور کوشش

ایمان وہ نعمت ہے کہ مالکِ کریم کی رِضا اور دُنیا و آخرت کی دیگر تمام بھلائیاں ایمان ہی کے ساتھ ہیں... ایمان نصیب نہیں تو بارگاہِ الٰہی میں رائی کے دانے برابر بھی عزت نہیں اور سوائے عارضی دُنیاوی فوائد کے کوئی خیر و بھلائی نہیں... تاہم دولتِ ایمان عطا ہوئی ہے تو خالقِ کریم کی جانب سے عزّت واِکرام بھی ہے اور دُنیا و آخرت میں اِتنی سعادتوں کے وعدے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔

نئے سال کے آغاز پر نئے جذبے کے ساتھ اِس کوشش کی اشد ضرورت ہے کہ ربِّ کریم کی رحمت سے ہمیں ایمان کی ترقی اور فرماں برداری واعمالِ صالحہ میں سبقت / آگے بڑھنے کی توفیق نصیب ہو۔ یہ سبق ہمیں سیدِ عالَم ﷺ کے ارشادِ مبارک سے ملتا ہے۔

دُعائے نبوی: ابو محمد سیدنا طلحہ بن عُبَیْد اللہ قُرَشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نیا مہینہ شروع ہوتا / چاند نظر آتا تو سرکارِ دوعالَم ﷺ بارگاہِ ربّ العزّت میں یہ دُعا کرتے: اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ۔ یعنی "اے اللہ! اِس مہینے کو یوں داخل فرما کہ ہمیں برکت بھی عطا ہو اور ایمان (پر استقامت وترقّی) بھی..... ظاہری و باطنی سلامتی بھی نصیب ہو اور فرماں برداری کی توفیق بھی۔" (جامع ترمذی، حدیث: 3451۔ مسند احمد، حدیث: 1397، صحیح لغیرہٖ۔ ترجمہ ماخوذ از تیسیر ولمعات)

نئے مہینے کے آغاز پر جانِ ایمان وبرکات ﷺ کا برکت وایمان کی دُعا فرمانا... باعثِ تخلیق وسلامتی اور پیشوائے خلق ﷺ کا سلامتی وفرماں برداری مانگنا دراصل ہماری تربیت فرمانے کے لیے تھا کہ ہم اِن نعمتوں کی قدر جانیں.... اور ہر موقع پر ایمان کی ترقّی اور مزید فرماں برداری کی دُعائیں بھی کریں اور کوشش بھی۔

ترقّیِ ایمان کی اہمیت: ہمارے دَور میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کلمہ پڑھ لینے کو کافی سمجھتی ہے۔ دینِ متین کو سمجھنے اور ایمان واسلام کا عروج حاصل کرنے کی فکر بہت کم ہوتی جارہی ہے۔ یعنی لوگ چاہتے ہیں کہ دُنیاوی دَولت وآسائش زیادہ سے زیادہ ملے، جب کہ دین وایمان بس اتنا ہی کافی ہے کہ نام کے مسلمان رہیں.... حالانکہ معاملہ اِس کے برعکس ہونا چاہیے؛ کیونکہ ایمان پختہ ہو تو وہ انسان کو اتنی بلندیوں تک لے جاتا ہے کہ فرشتوں سے بھی اعلیٰ کر دیتا ہے اور دُنیا و آخرت قابلِ رشک بن جاتی ہے.... لیکن ایمان کمزور اور رسمی قسم کا ہو تو حالت ہمارے جیسی ہی ہوتی ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالَم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ[1] خَيْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ، وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ... "قوی مومن اللہ تعالیٰ کے ہاں کمزور مومن سے بہتر ہے اور زیادہ پیارا ہے، تاہم بھلائی سب

---

[1] اَلْقَوِيُّ) أَيْ: فِي الْاِعْتِقَادِ بِاللهِ وَالثِّقَةِ بِهٖ، وَالصَّبْرِ عَلَى الطَّاعَةِ، وَفِيْ قُوَّةِ الْعَزَائِمِ عَلَى الْخَيْرِ، وَتَقْوِيَةِ الدِّيْنِ بِالْجِهَادِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔ (لمعات التنقیح، تحت الحدیث: 5298)

میں ہے۔۔۔" (صحیح مسلم، حدیث:2664) یعنی کافر میں کوئی خیر نہیں، جب کہ ہر مومن میں خیر ہے، تاہم سب مسلمان برابر نہیں... "قوی مسلمان": جس کا ربّ تعالیٰ پر یقین و توکُّل پختہ ہو، ڈٹ کر فرماں برداری کرتا ہو، بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہو، جہاد اور نیکی کی دعوت وغیرہ کے ذریعے خدمتِ دین میں پیش پیش رہتا ہو... یہ اللہ کریم کے حضور "کمزور مسلمان" سے زیادہ محبوب ہے اور اِس کا درجہ بلند تر ہے۔

حیدرِ کرّار کی ایمانی قوّت: ذکر کردہ حدیثِ مبارک میں "قوی مسلمان" کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں یہ سارے کے سارے اپنے پورے جوبن کے ساتھ مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کی ذاتِ اقدس میں موجود تھے۔ غور کیجیے:

❖ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ کا منفرد اِعزاز ہے کہ آپ کے بچپن میں، شعور کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی سرورِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اپنے گھر لے آئے تھے.. تو جس شخصیت نے عقل کی عمر شروع ہوتے ہی امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کی مبارک عادتیں سیکھیں، پھر بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کر کے عمر بھر فِدائے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم رہا اُس کی ایمانی قوّت کا کون اندازہ کر سکتا ہے!

❖ مولَی المسلمین رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ کا ایک لمحہ بھی شرک کی نَجاست سے آلودہ نہیں ہوا؛ کیونکہ اسلام کی آمد سے پہلے ہی وہ سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے؛ اِسی لیے آپ کے مبارک نام کے ساتھ ایک خاص لفظ بولا جاتا ہے: کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ! (باری تعالیٰ آپ کو مزید عزّت و تکریم عطا فرمائے!)[1]

❖ ایمان کی قوّت کا اندازہ اِس سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ آپ سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیّبہ میں اور دَورِ خلفائے کرام رضی اللہ عنہم میں خدمتِ اسلام کے ہر موقع پر پیش پیش رہے۔ فتحِ خیبر کے موقع پر اسلام کا جھنڈا آپ ہی کے دستِ مبارک میں تھا اور کفر و اسلام کے پہلے معرکے غزوۂ بدر میں سب سے پہلے کفار کو للکارنے والے تین افراد میں سے ایک آپ تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے کہ یہ آیتِ کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ... [الحج 22:19] (صحیح بخاری:3967)

❖ آپ کی ایمانی قوّت کا اندازہ اِس بات سے بھی کیجیے کہ شہزادۂ امام زین العابدین سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں دو شخص اپنے مقدّمے کا فیصلہ کروانے کے لیے حاضر ہوئے، چنانچہ آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ کسی شخص نے کہا: امیر المؤمنین! یہاں سے اُٹھ جائیے! دیوار گرنے والی ہے۔ آپ نے اللہ کریم کی قدرت پر بھروسا کرتے ہوئے فرمایا: اِمْضِ کَفٰی بِاللّٰہِ حَارِسًا۔ یعنی تم اپنا کام جاری رکھو! اللہ تعالیٰ کی حفاظت کافی ہے۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَقَضٰی بَیْنَهُمَا وَقَامَ ثُمَّ سَقَطَ الْجِدَارُ۔ یعنی آپ نے شریعت کے مطابق مقدّمے کا فیصلہ کیا، اِس دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے دیوار اپنی جگہ قائم رہی، آپ فیصلے کے بعد وہاں سے اُٹھے تو دیوار گر گئی۔ (دلائل النبوّۃ لابی نعیم، رقم:531، دار النفائس)

---

[1] فتاوٰی رضویہ 28/436۔ فتاوٰی حدیثیہ لابن حجر ہیتمی، ص:125، مرکز جیلانی۔ الصواعق المحرقہ، ص:185، دار الفکر۔ نور الابصار، ص:85، دار الفکر

فتنۂ اِلحاد اور مولَی المسلمین رضی اللہ عنہ کا ارشاد

ایمان کی ترقّی کا تذکرہ کرتے ہوئے فتنۂ اَلحاد کی تردید بھی ضروری ہے؛ کیونکہ یہ فتنہ تیزی سے نوجوانوں کا ایمان لُوٹ رہا ہے۔

تعارفِ اِلحاد: ایمانیات میں بنیادی بات قرآن وسنّت کی تصریحات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو ماننا ہے۔ بندہ ربِّ ذوالجلال کو موجود نہ مانے یا اُس کی یکتائی اور علم وقدرت وغیرہ صفات کو تسلیم نہ کرے تو مومن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہر دَور میں کچھ بدنصیب باری تعالیٰ کا انکار کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں... اِن احمقوں کا خیال ہے کہ یہ کائنات خود بخود موجود ہوگئی اور اِس کا تمام تر نظام خود ہی چل رہا ہے۔ یہ سوچ اِلحاد / بے دینی (Atheism) ہے اور ایسے افراد کو "مُلْحِدِین" کہا جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں یہ لوگ انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے اپنا فتنہ تیزی سے پھیلا رہے ہیں اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے جال میں پھنستی جارہی ہے۔

اِلحاد پرست ایسے عقل کے اندھے ہیں جو عقل کو ہی سب کچھ قرار دیتے ہیں... یعنی وہ قرآن وسنّت کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دیتے ہیں اور جب اُن کی ناقص عقلیں ربِّ کریم کے کاموں میں مخفی بے انتہا حکمتوں کو نہیں سمجھ پاتیں تو وہ اپنے خالق کے افعال پر اعتراض کرنے لگتے ہیں اور اسلامی عقائد سے متعلق شکوک وشُبہات پھیلاتے ہیں۔

تردیدِ الحاد: علمائے کرام اِن ملحدین کے شبہات کا عقلی دلائل کے ذریعے بھی ردّ کرتے ہیں، مگر عام مسلمان کو یہ بات پلّے باندھ لینی چاہیے کہ عقائد ونظریات کی بنیاد عقل نہیں، قرآن وسنّت ہیں... ہم عقیدہ بناتے ہوئے عقل سے نہیں پوچھیں گے، بلکہ تاج دارِ ختمِ نُبوّت ﷺ سے راہ نمائی لیں گے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے اللہ کریم کا جو ارشاد سُنایا اور اپنے فرمان سے اُس کی جو وضاحت کی وہی حرفِ آخر ہے؛ کیونکہ سارے جہان کی عقل غلط ہوسکتی ہے، مگر ماہِ مدینہ ﷺ کی زبانِ پاک سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہوسکتی۔

حیدرِ کرّار کا ارشاد: اِلحاد کے شبہات کو ردّ کرنے کا یہ طریقہ مولَی المسلمین سیدنا علی کرّم اللہ وجہہٗ نے تعلیم فرمایا ہے۔

تقدیر کی تفہیم: ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے عقلی دلائل دینے کے بجائے قرآن وسنّت کو پختگی سے تھامنے کی تاکید فرمائی۔

عقیدۂ تقدیر کا مفہوم یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں جو کچھ ہونا تھا، نیز انسان نے اللہ عزّوجلّ کے عطا کردہ اختیار کے ساتھ پیدائش سے مرنے تک جو کچھ کرنا تھا... یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کو اَزَل میں ہی معلوم تھا اور اُس نے زمین وآسمان کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنی حکمت کے مطابق قیامت تک ہونے والے ہر امر کا فیصلہ کرکے اُسے لوحِ محفوظ میں لکھوا دیا۔ یہ عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

ایک شخص نے آپ کرّم اللہ وجہہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا: مجھے تقدیر کے بارے میں بتایئے! فرمایا: بَحْرٌ عَمِیْقٌ فَلَا تَلِجْهُ!

یہ ایک گہرا سمندر ہے، اِس میں مت اُتر! (کہیں ڈوب نہ جائے).. اُس نے دوبارہ کہا: تقدیر سے متعلق میری راہ نمائی فرمایئے! ارشاد فرمایا: بَيْتٌ مُظْلِمٌ فَلَا تَدْخُلْهُ! یہ (تقدیر کی بحث) تاریک گھر ہے، اِس میں داخل نہ ہو! (کہیں بھٹک نہ جائے).. اُس نے پھر وہی سوال کیا۔ فرمایا: سِرُّ اللهِ فَلَا تَبْحَثْ عَنْهُ! یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، اِس کی کھوج میں نہ پڑ! (کہیں برباد نہ ہو جائے)

اُس نے چوتھی بار وہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: أَمَّا إِذَا أَبَيْتَ فَإِنَّهُ أَمْرٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، لَا جَبْرَ وَلَا تَفْوِيْضَ۔ یعنی اگر تُو باز نہیں آتا تو سُن! تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ نہ تو پتھر کی طرح مجبور ہے کہ اُسے کوئی اختیار نہ ہو... اور نہ ہی معاملات اُس کے سپرد ہیں کہ وہ خود مختار ہو اور جو چاہے کرے... بلکہ تقدیر اِن دونوں کے درمیان ایک کیفیت ہے۔

اُس نے کہا: امیر المؤمنین! فلاں شخص آپ کے پاس موجود ہے اور اُس کا نظریہ ہے کہ بندہ خود مختار ہے۔ آپ نے اُسے بلوا کر اپنی تلوار میان سے باہر نکالی اور فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ قدرت و اختیار میں شریک ہو یا اللہ کے مقابلے میں اختیار رکھتے ہو؟ جو بھی کہو گے دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے اور مَیں تمہاری گردن اُڑا دوں گا.... اُس نے کہا: پھر مَیں کیا عقیدہ رکھوں؟ فرمایا: أَمْلِكُهَا بِاللهِ الَّذِيْ إِنْ شَاءَ مَلَّكَنِيْهَا۔ یعنی تمہارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ تقدیر برحق ہے، تاہم مَیں مجبور نہیں.. مجھے اختیار ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہے اور اُتنا ہی اختیار ہے جتنا اللہ کریم چاہتا ہے۔ (مناقب الشافعی للبیہقی، ج:1/417، دار التراث۔ تاریخ مدینۃ دمشق، 51/182)

غور کیجیے! سوال کرنے والا اُس ہستی سے پوچھ رہا تھا جو شہرِ علم کا دروازہ ہے، آپ رضی اللہ عنہ چاہتے تو عقلی دلائل کے دریا بہا دیتے، مگر آپ نے اُسے تین بار تقدیر کی بحث میں اُلجھنے سے منع فرمایا، پھر دلائل بتائے بغیر انتہائی اختصار کے ساتھ فقط عقیدہ سمجھا دیا۔ یہ قیامت تک کے مسلمان عوام کے لیے سبق تھا کہ اگر وہ عقائد کے بارے میں بحث کریں گے تو قوی امکان ہے کہ شیطان یا اُس کے چیلے اُنھیں سیدھے راستے سے بہکا دیں۔ عوام کے لیے ایمان بچانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنی عقل کو قرآن و سنت پر قربان کریں اور وہی عقائد رکھیں جو صحیح العقیدہ علما نے قرآن و حدیث سے اخذ کر کے اُنھیں سکھائے ہیں۔

ایک شبہ کا اِزالہ: ربِّ کریم کا انکار کرنے والے بے دین موجودہ حالات کے تناظُر میں شبہ ڈالتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی ہستی ہے جو ساری کائنات کا نظام چلا رہی ہے اور بے پناہ قدرت کی مالک ہے تو پھر وہ ظالم کو تباہ کر کے غزّہ اور دیگر مقامات پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کیوں نہیں کرتی؟ جب ظالم دندناتا پھر رہا ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ کوئی مخفی طاقت نہیں ہے جو اُسے روک سکے۔

اِس وسوسے کا منہ توڑ جواب یہ ہے: میرا پختہ عقیدہ ہے کہ جو بھی کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور وہ جو بھی کرتا ہے ٹھیک کرتا ہے، اُس کے ہر فعل میں بے شمار حکمتیں ہیں، جنھیں پوری طرح سمجھنا میری ناقص عقل کے لیے ممکن نہیں... اگرچہ قرآن و حدیث میں ہمیں کئی حکمتوں سے متعلق راہ نمائی بھی فرمائی گئی ہے، مثلاً وہ ظالم کی سخت گرفت کے لیے اُسے ڈھیل دیتا ہے... وہ بندوں کے ظلم کے ذریعے مظلوم کا اور دیگر لوگوں کا امتحان لیتا ہے... اور وہ بالآخر ظلم کو مظلوم کی بھلائی کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

سالِ نَو کی آمد پر سلامتی کی دُعا

حدیثِ مبارک ذکر کی گئی کہ سرورِ عالَم ﷺ نیا مہینہ شروع ہونے پر جو دُعا کرتے اُس میں یہ بات بھی شامل ہوتی تھی: ''الٰہی! ہمیں امن و سلامتی اور عافیت عطا فرما!'' اِس التجا میں ظاہری سلامتی بھی شامل ہے اور باطنی امان بھی.... ظاہری سلامتی تو واضح ہے، باطنی امن یہ ہے کہ دل شیطانی آفات اور وسوسوں سے محفوظ ہو جائے۔

حیدرِ کرّار اور دُعائے سلامتی: سیدنا علیِ مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ فرماتے ہیں: مَیں بیمار تھا، نبیِ اکرم ﷺ میرے پاس سے گزرے، مَیں دُعا کر رہا تھا: اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ! وَإِنْ کَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِيْ! وَإِنْ کَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ! یعنی اے اللہ! اگر میرا وقتِ وصال آچکا ہے تو وفات دے کر مجھے راحت عطا فرما! اگر انتقال بعد میں ہے تو مجھے صحت عطا فرما! اور اگر یہ بیماری آزمائش ہے تو مجھے اِس پر صبر عطا فرما!

نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کَیْفَ قُلْتَ؟ ''تم نے کیا دُعا کی؟'' مَیں نے وہی الفاظ دُہرائے تو سرورِ عالَم ﷺ نے مجھے (متنبہ کرنے اور قدمِ اقدس کی برکت سے نوازنے کے لیے) ٹھوکر لگائی اور دُعائے کرم سے نوازا: اَللّٰھُمَّ عَافِہٖ أَوِ اشْفِہٖ! ''اے اللہ! علی کو عافیت و سلامتی / شِفا عطا فرما!''

شیرِ خدا کرّم اللّٰہُ تعالٰی وجہہ الکریم نے فرمایا: فَمَا اشْتَکَیْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ۔ (دُعائے نبوی اور قدمِ اقدس کی برکت سے) مَیں دوبارہ کبھی بھی اُس بیماری میں مبتلا نہیں ہوا۔

(جامع ترمذی، حدیث:3564۔ مسند احمد، حدیث:637۔ المستدرک علی الصحیحین:4239۔ صحیح ابن حبان:3276، قال الترمذی: حسن صحیح)

اِس حدیثِ پاک میں جانِ عالَم ﷺ نے سیدنا علیِ مرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کی اور آپ کے ذریعے ساری اُمّت کی تربیت فرمائی کہ باری تعالٰی سے ہمیشہ سلامتی اور عافیت مانگنی چاہیے۔ سالِ نَو کی آمد پر یہ دُعا اہم اُمور میں سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا سیدنا عبّاس رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر درخواست کی: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! عَلِّمْنِيْ شَیْئًا أَدْعُوْ بِہٖ؟ یعنی یا رسول اللہ، صلّی اللہ تعالٰی علیک وسلّم! مجھے کوئی پیاری اور نفع بخش دُعا سکھا دیجیے! آپ ﷺ نے فرمایا: سَلِ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ۔ ''اللہ تعالٰی سے مُعافی اور عافیت / سلامتی مانگو!'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے دوبارہ حاضر ہو کر یہی عرض پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یَا عَبَّاسُ! یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم! سَلِ اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فِي الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔ ''اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ کریم سے دُنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا مانگو!''

(مسند احمد، حدیث:1783، حسن لغیرہٖ۔ جامع ترمذی، حدیث:3514)

حرفِ آخر: سالِ نَو کی آمد پر کرنے کے کام

ربِّ کریم کے انعامات اِس قدر ہیں کہ اگر بندہ اُنھیں شمار کرنا چاہے تو گنتی ختم ہو جائے گی، مگر مالکِ مہربان کی نعمتوں کا حساب نہیں ہو سکے گا۔

نئے شمسی سال 2026ء کا آغاز بھی خالقِ کریم کے احسانات میں سے ایک ہے۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو گزشتہ سال کے آغاز پر اِس دُنیا میں موجود تھے، مگر آج نہیں ہیں... لیکن ہم پر انعام فرماتے ہوئے ربِّ لم یزل نے زندگی کے مزید لمحات عطا فرمائے۔

حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی تب بہتر ہے جب نیکیوں میں اِضافے کا ذریعہ بنے.. اگر بُرے اعمال بڑھ رہے ہوں اور نیکیوں میں اِضافہ نہ ہو تو زندگی انسان کی تباہی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

نئے سال کی آمد پر جہاں شکر کے لیے خوشی کا اِظہار اچھی بات ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم سالِ نَو کے سُدھار اور بہتری کی خاطر کچھ باتوں کا پختہ ارادہ کریں؛ تاکہ یہ سالِ نَو کا عہد / New Year Resolution ہماری زندگی میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنے۔

رجب المرجّب کی مناسبت سے مولَی المسلمین، حیدرِ کرّار، ابوتراب سیدنا علی مرتضٰی کرّم اللہ تعالٰی وجہہ کی سیرت کو نمونہ بناتے ہوئے آج کے خطبہ میں چند باتوں کا ذکر کیا گیا۔ کچھ اہم نکات یہ ہیں:

1) گزشتہ سال کے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے.. جو اچھے کام کیے اُن کی توفیق پر ربِّ کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے اور بُرے کاموں سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔ گناہوں کی نحوست کا تذکرہ کرتے ہوئے سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جَزَاءُ الْمَعْصِيَةِ: الْوَهَنُ فِي الْعِبَادَةِ وَالضِّيْقُ فِي الْمَعِيْشَةِ وَالتَّعَسُّرُ فِي اللَّذَّةِ۔ گناہ کی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سُستی آجاتی ہے... زندگی تنگ ہو جاتی ہے اور لذتیں آلودہ ہو جاتی ہیں۔ پوچھا گیا: لذتوں کے آلودہ ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: لَا يَنَالُ شَهْوَةً حَلَالًا إِلَّا جَاءَهُ مَا يُنَغِّصُهُ إِيَّاهَا۔ بندہ حلال چاہت بھی پائے تو کوئی ایسی بات نمودار ہوتی ہے جس سے اُس کا مزہ خراب ہو جاتا ہے۔ (التوبہ لابن أبی الدنیا، رقم:142)

2) جانِ عالم ﷺ نیا مہینہ شروع ہونے پر اُمّت کی تربیت کے لیے ایمان کی ترقّی اور سلامتی کی دُعا کرتے تھے۔ چنانچہ سالِ نَو کی آمد پر ہمیں بھی ایمان کی حفاظت اور اُس میں کمال کا ذہن بنانا چاہیے۔ قرآنِ حکیم کے مطابق ماہر علمائے دین کی دُعاؤں میں یہ عرض بھی شامل ہوتی ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ ”اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں ہدایت سے نوازا، اِس کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا! اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! بے شک تُو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔“ [اٰلِ عمرٰن 8:3]

3) خالقِ کائنات کے حضور عافیت و سلامتی کی دُعائیں مانگنی چاہییں۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے، جس کو ساری اُمّت ترس رہی ہے۔

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان کی فرمائش پر شاعرِ نظامیہ مولانا محمد ثاقب افضل رضوی نے خوب کہا:

اِک سال ہوا رُخصت، اِک سال نیا آیا .... دیکھیں تو سہی ہم نے، کیا کھویا ہے کیا پایا

ہے وقت کی یہ گاڑی، ٹھہری ہے نہ ٹھہرے گی
کی جس نے بھی قدر اِس کی، دانا وُہی کہلایا

اللہ کی نعمت ہے، صحت بھی فراغت بھی
برباد اِنہیں کر کے، دھوکا ہے بہت کھایا

اِس سالِ گزشتہ میں، جو نعمتیں پائی ہیں
کر شکر ادا اُن پر، بڑھ جائے یہ سرمایہ

کچھ کام جو اچھے تھے، اِس سال نہ کر پائے
سوچیں تو ہمیں کس نے، مقصد سے ہے پھسلایا

آج ایک کا ہے غلبہ، کل دوسرے کی باری
ایّام بدلتے ہیں، خود رب نے ہے فرمایا

مایوس نہ ہو ہرگز، حالاتِ پریشاں سے
کر جُہدِ مسلسل تُو، جائے گی پلٹ کایا

آئندہ برس میں ہم، نیکی ہی کریں ہر دَم
پہنچے نہ کسی کو غم، ہو رحمتوں کا سایہ

توحید پہ ایماں ہے، فیضانِ رِسالت سے
تا مَرگ نہ چھوڑیں گے، گر عقل نے بہکایا

ایمان کی قوّت سے، فتنوں کو مٹانا ہے
صدیق نے سکھلایا، حیدر نے یہ سمجھایا

مکہ کے نظاروں کو، طیبہ کی بہاروں کو
اِس سال تو دیکھیں گے، گر آقا نے بُلوایا

اب سالِ نَو میں ثاقب، رکھ آس یہی غالب کھل جائے گا خواہش کا، جو پھول تھا مرجھایا

شرعی مسئلہ: تمام شرعی احکام میں قمری مہینوں کا اعتبار لازم ہے، یہ سال محرّم سے شروع ہوتا ہے، دُنیاوی معاملات میں بھی اِنہی مہینوں سے تاریخیں مقرر کرنی چاہییں... تاہم دُنیاوی معاملات میں شمسی مہینوں کا اعتبار منع نہیں، جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ اسد اللہ الغالب، خلیفۂ چہارم، سیدنا علیِ مرتضٰی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے صدقے میں ہماری بخشش ومغفرت فرمائے!

اور سالِ نَو کو ہمارے اور دیگر تمام مسلمانوں کے حق میں ایمان کی ترقّی، خیر وبرکت میں اِضافہ اور امن وعافیت وسلامتی کے نزول والا سال بنائے!

قادرِ مطلق اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!